ISSN Online : 2709-4
ISSN Print : 2709-4
Vol5 No.4 2021

ادب اطفال اور کمال احمد رضوی

* نثار احمد

** ڈاکٹر خالد محمود

Abstract
Kamal Ahmad Rizvi is known as a playwright but he also wrote many interesting, moral and Islamic stories and novels for children along with translations of foreign literature. As a children's writer, his language is simple, fluent and easy to understand. Immediately after the establishment of Pakistan, Kamal Ahmad Rizvi was prominent among those who filled the gap in children's literature. Kamal Ahmad Rizvi's stories written for children are of interest not only to the children of his era, but also of today's. This research article is an endeavor to highlight the writings of Kamal Ahmad Rizvi about children literature.

Keywords: *Children's literature, common language, words and techniques, interesting and instructive topics.*

کلیدی الفاظ: ادب اطفال، عام فہم زبان، بر محل الفاظ و تراکیب، دل چسپ اور سبق آموز موضوعات

کہانی انسان کی ہم عمر ہے۔ کہانی سننے کی ابتدا ماں کی گود سے ہوتی ہے۔ سمجھنے اور بولنے کی طاقت پالینے کے بعد ماں، دادی، نانی؛ بچے کو کہانی کی صورت میں ان دیکھی دُنیاؤں کی سیر کراتی ہے۔ بچپن ہی سے سننے یا پھر فطری شوق کے سبب بچہ کہانی سننا اور پڑھنا پسند کرتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اہل نظر نے بچوں کی تربیت کے لیے کہانی کو ترجیح دی ہے۔ دیگر زبانوں کی طرح اُردو میں بھی ادب اطفال کا دائرہ بہت وسیع ہے کہانیوں اور نظموں سے آگے ناول اور مختصر ڈرامے بھی اس کا حصہ ہیں۔ پریوں، جنوں اور جادوگروں کی دل چسپ کہانیاں اساطیری داستانوں اور عوامی قصوں سے خوشہ چیں ہیں تو اخلاقی اور اسلامی کہانیاں قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں۔[(1)] بچوں کے ادب کو موضوع اور تکنیک کے اعتبار سے کئی حصوں میں بانٹا گیا ہے۔

(ا) مختصر و دل چسپ کہانیاں (ب) اسلامی کہانیاں، (ج) اخلاقی و سبق آموز کہانیاں (د) مہماتی و جاسوسی کہانیاں (ر) غیر ملکی کہانیاں۔

کمال احمد رضوی نے بچوں کے لیے طبع زاد کہانیاں لکھنے کے ساتھ ساتھ دوسری زبانوں سے بھی بچوں کی کہانیاں ترجمہ کیں۔ جنھیں "شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور" اور "کتاب منزل لاہور" نے شائع کیا۔ کمال احمد رضوی کے ہاں "ادب اطفال" کے حوالے سے موضوعات، زبان اور اندازِ بیان میں ایک خاص ترتیب ملتی ہے جو بچوں کے ادیبوں کا امتیاز ہوتی ہے۔ چار پانچ سال سے لے کر سن بلوغت (چودہ پندرہ سال) کے درمیان کی عمر بچپن کہلاتی ہے۔ بچپن کو بھی مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک وہ زمانہ جب بچہ بول چال سے آگے لکھنا پڑھنا سیکھ رہا ہوتا ہے اور وہ جوڑ توڑ کر کے لفظوں کو پڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ دوسرا دور وہ زمانہ جب بچہ لفظوں کو باہم ملا کر قدرے لمبے جملوں کو پڑھنا سیکھتا ہے۔ تیسرے دور میں بچہ روانی سے پڑھ لیتا ہے اور مشکل الفاظ و تراکیب کے معنی و مفہوم سمجھ لیتا ہے۔[(2)] کمال احمد رضوی کی بچوں کے لیے لکھی گئی کہانیوں میں سے پہلے نمبر پر وہ کہانیاں ہیں جو انھوں نے سات آٹھ سال سے دس گیارہ سال کی عمر کے بچوں کے لیے لکھیں۔ یہ کہانیاں آٹھ مجموعوں کی شکل میں "انوار سہیلی کی کہانیاں" "سلسلہ نمبر 1 تا 8"، کتاب منزل لاہور سے شائع ہوئیں۔ "ہمت میں برکت، لالچ بری بلا، جیسی کرنی ویسی بھرنی، دوستی کا پھل، دشمنی کا نتیجہ، دوست کی پہچان، صحبت کا اثر، تقدیر اور تدبیر" کے عنوان سے شائع ہونے والے آٹھ مجموعے چھوٹی چھوٹی کئی کہانیوں پر مشتمل ہیں۔ "ہمت میں برکت" "انوار سہیلی کی کہانیاں نمبر 1 کے تحت لکھا گیا مختصر و دل چسپ کہانیوں کا مجموعہ ہے۔ کتاب منزل کشمیری بازار لاہور سے 1953 میں شائع ہونے والا یہ مختصر مجموعہ 31 صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں 5 مختصر کہانیاں بہادر چیتا، باہمت شہزادہ، سالم اور غالم، چڑیا اور سمندر، تلوار کا دھنی شامل ہیں۔[(3)]

کسی قوم کی تاریخ، تہذیب اور تعمیر کی کہانی پڑھنا ہو تو اس کے بچوں کا ادب منہ بولتی تصویر ہوا کرتا ہے۔[(4)] اس اعتبار سے کمال احمد رضوی کی یہ کہانیاں ہماری ملکی و قومی روایات کی مظہر و امیں ہیں۔ "بہادر چیتا" ایک ایسے کم سن چیتے کی کہانی ہے جس کی کم عمری میں اس کا باپ اور جنگل کا بادشاہ چیتا مر جاتا ہے اور یہ کم سن چیتا، نئے بادشاہ، غاصب شیر کے شر سے بچنے کے لیے اس کی اطاعت قبول کر لیتا ہے مگر جلد ہی عوام میں اپنے باپ کی طرح مقبول ہو کر جنگل کا بادشاہ بن جاتا ہے۔ "باہمت شہزادہ" ایک رحم دل اور نیک سیرت شہزادے کی کہانی ہے جس کا بڑا بھائی بادشاہ کی وفات کے بعد دولت اور حکومت حاصل کرنے کے لیے چھوٹے بھائی سے لڑائی لڑتا ہے اور مارا جاتا ہے۔ یوں صلح جو اور نیک دل شہزادہ قدرت کی مدد سے بادشاہت حاصل کر کے عوام کی خدمت کرتا ہے۔ "سالم اور غالم" میں پرانے بادشاہ کی موت کے بعد نئے بادشاہ کو وہاں کے رسم و رواج کے مطابق جن مشکلوں اور مہمات سے گزرنا پڑتا ہے، اُنھیں دل چسپ کہانی کی صورت میں پیش کیا ہے جس میں بچوں کے لیے پیغام ہے کہ بلند منزل کے لیے سخت مشکلات جھیلنا پڑتی ہیں۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، جھنگ

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ انبالہ مسلم گریجوایٹ کالج، سرگودھا

ISSN Online : 2709-4
ISSN Print : 2709-4
Vol5 No.4 2021

"چڑیااور سَمندَر" ایک چڑیااور آگ کے کیڑے سَمندَر کی دوستی کی کہانی ہے۔ جو اپنے دوست کی مدد سے قریبی درخت پر رہنے والے "باشہ" کے ظلم سے نجات پاتی ہے۔ اس کہانی میں دوستی کی اہمیت کو دل چسپ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ "تلوار کا دھنی" ایک غریب محنت کش کے بیٹے کے عزم وہمت کی کہانی ہے جو اپنی جرات اور جواں مردی سے بادشاہ بنتا ہے۔ کمال احمد رضوی نے اس مجموعے میں شامل کہانیوں میں ہمت و استقلال، عدل وانصاف، صلح جوئی، دیانت داری اور جرات وبہادری کی اہمیت اور ثمرات کو دل چسپ انداز میں پیش کیا ہے جس سے بچے کہانی کے پردے میں نصیحت اور سبق حاصل کرتے ہیں۔

انوار سہیلی کی کہانیاں نمبر 2 "لالچ بُری بلا" 36 صفحات پر مشتمل ننھی منی کہانیوں کا مختصر مجموعہ ہے۔ جسے "کتاب منزل، کشمیری بازار لاہور نے 1953 میں شائع کیا۔ اس میں پانچ مختصر کہانیاں بڑھیا کی بلی، لالچی شکاری، اندھے کا کوڑا، اندھا فقیر، بطخوں کا بٹوارہ شامل ہیں۔ "بڑھیا کی بلی" شاہی دستر خوان سے دُنبے کی بوٹیاں اور شیر مال حاصل کرنے کے لالچ میں ماری جانے والی حریص بلی کی کہانی ہے، "لالچی شکاری" لومڑی پکڑ کر کھال بیچنے کے لالچ میں گڑھا کھودنے والے حریص شکاری کی کہانی ہے جو اپنے کھودے ہوئے گڑھے میں خود گر جاتا ہے اور شیر کا شکار ہو جاتا ہے۔ "اندھے کا کوڑا" ایک لالچی نابینا شخص کی کہانی ہے جو سردی سے ٹھٹھرے بے ہوش سانپ کو قیمتی کوڑا سمجھ کر اُٹھا لیتا ہے۔ ساتھیوں کے سمجھانے کے باوجود وہ اسے نہیں پھینکتا آخر کار اسی سانپ کے ڈسنے سے مر جاتا ہے۔ "اندھا فقیر" ایک لالچی فقیر کی کہانی ہے جو دوسرے فقیر کا دیا ہوا طلسماتی چشمہ پہنتا ہے اور زمین میں چھپے خزانوں کو دیکھ کر نکال لیتا ہے مگر چشمہ لگانے سے خود اپنی بینائی کھو دیتا ہے۔ "بطخوں کا بٹوارہ" ایک غریب آدمی کی ذہانت وفراست کی کہانی ہے جو اپنی حاضر دماغی کی بدولت گاؤں کے چودھری سے بھاری انعام پاتا ہے۔ کھیل اور تفریح کا کوئی بھی پہلو مقصد سے خالی نہیں ہوتا۔ بے معنی نظم ہو یا من گھڑت قصہ یا ہر کہانی اپنے اندر ایک نصیحت، ایک پیغام، ایک درس لیے ہوتی ہے[5]۔ کہانی خواہ جنوں پریوں کی ہو یا ان دیکھی دنیا کی، سائنسی ہو یا تخیلی، اس میں مقصد کی آمیزش کچھ اس طرح کی جاتی ہے جیسے آٹے میں نمک ملا کر روٹی کو ذائقہ دار بنا لیا جاتا ہے یہی خوبی کمال احمد رضوی کی ان کہانیوں میں بھی نمایاں ہے۔

انوار سہیلی کی کہانیاں سلسلہ نمبر 3 "جیسی کرنی ویسی بھرنی" میں دو کہانیاں "لومڑی اور شکاری"، "دو دوست" شامل ہیں۔ انوار سہیلی کی کہانیاں سلسلہ نمبر 4 "دوستی کا پھل" "کتاب منزل لاہور سے شائع ہونے کے ساتھ ساتھ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور" نے ننھی منی کہانیوں کا گلدستہ" کے عنوان سے بھی شائع کیا اس مجموعے میں "کبوتر اور چوہا"، "باز اور چکور"، "سانپ اور سوار"، "چوہیا اور فقیر"، "بچھو اور کچھوا" شامل ہیں۔ انوار سہیلی کی کہانیاں سلسلہ نمبر 5 دشمنی کا نتیجہ میں دو کہانیاں "بہادر کوا"، "مکار لومڑی" ذیلی عنوانات سے شامل ہیں۔ انوار سہیلی کی کہانیاں سلسلہ نمبر 6 "دوست کی پہچان" میں "دو گدھے"، "کبوتر اور شکاری" کے جزوی عنوان سے دو کہانیاں شامل ہیں۔ انوار سہیلی کی کہانیاں سلسلہ نمبر 7 "صحبت کا اثر" میں دو جزوی کہانیاں "موچی اور شہزادہ"، "سنار اور سیاح" شامل ہیں۔ جب کہ انوار سہیلی کی کہانیاں سلسلہ نمبر 8 "تقدیر اور تدبیر" میں "جسے خدا رکھے اسے کون چکھے" اور "قسمت کا کھیل" دو کہانیاں شامل ہیں۔ کہانیوں کا یہ سلسلہ 1953 کے اواخر میں شائع ہوا۔ چوں کہ بچوں کا ادیب بچوں کو زبان سکھانے کی غرض سے سہل سے ادق کی طرف لے جاتا ہے[6] لہٰذا کمال احمد رضوی نے ان کہانیوں میں بچوں کی زبان میں واقعات، کرداروں اور مناظر کو آسان زبان میں دل کش اور مؤثر پیش کیا ہے ۔

مجموعی طور پر کمال احمد رضوی کی ان کہانیوں کا مرکزی خیال والدین کا کہنا ماننا، برے کاموں سے دور رہنا، اچھے دوستوں کی صحبت اختیار کرنا، ایمانداری کو اپنانا، مشکل میں دوسروں کے کام آنا، دوستوں کو نقصان نہ پہنچانا، محسن کے احسان کو نہ بھولنا، وقت کی قدر کرنا جیسی نصیحتیں ہیں۔ انوار سہیلی کی کہانیاں سلسلہ نمبر چار، پانچ اور چھ میں فیبل کی طرز پر پرندوں، جانوروں کو کرداروں کی صورت میں پیش کیا گیا ہے اور بچوں کی ذہنی و اخلاقی تربیت کی گئی ہے۔ ان کہانیوں کی زبان نہایت سادہ اور آسان ہے۔ جملے مختصر، جامع اور بلیغ ہیں۔ جذبات و احساسات اور مناظر کی عکاسی معمولی الفاظ سے کی گئی ہے۔ عوامی مگر بہترین الفاظ سے مزین نصیحت اور ذہانت کو سمیٹے یہ کہانیاں نونہالوں کی مستقبل کی تربیت کرتی ہیں۔ بچے آسان، رواں، سادہ اور روزمرہ کی زبان میں حاضر دماغی وحاضر جوابی سیکھتے ہیں۔

> "کوئی شکاری جنگل میں چلا جا رہا تھا جہاں اسے ایک لومڑی نظر آئی جو نہایت چست اور چالاک تھی اور اِدھر اُدھر جھاڑیوں میں کود پھاند رہی تھی۔ شکاری کو اس کے نرم نرم ریشم سے بال بہت پسند آئے۔ اس نے سوچا کہ اگر لومڑی کسی طرح ہاتھ آجائے تو اس کی نرم اور خوب صورت کھال کے خوب دام ملیں گے۔ چنانچہ اس نے لومڑی کا پیچھا کیا اور اس کے بھٹ کا پتہ لگا لیا۔ اس نے بھٹ کے قریب ایک خوب گہرا گڑھا کھودا اور اس کے اوپر تنکے اور ٹہنیاں بچھا کر اوپر ایک مرا ہوا جانور رکھ دیا اور گھات میں بیٹھ گیا کہ لومڑی بھٹ سے نکلے تو اسے اس طرح شکار کر لے گا۔"[7]

زبان اپنے الفاظ کے ذریعے تمدن اور اقدار کی ترجمانی کرتی ہے۔ تراجم کے ذریعے کہانی، ناول اور ڈرامے وغیرہ کی زبان میں موجود الفاظ وتراکیب سے اس ملک کی روایات لاشعوری طور پر دوسری زبان میں منتقل ہوتی ہیں۔ بچوں کو دوسرے ملکوں کے ماحول، رسم ورواج، رہن سہن اور جغرافیائی حالات سے واقفیت دلانے کے لیے بہت سے ادیبوں نے غیر ملکی کہانیوں کا اُردو میں ترجمہ کیا تاکہ بچے اپنی زبان میں غیر ملکی کہانیاں پڑھ کر دوسرے ممالک کی تہذیب وروایات سے آگاہ ہو سکیں۔

ISSN Online : 2709-4
ISSN Print : 2709-4
Vol5 No.4 2021

> "زبان جس قوم کی ہوگی اس قوم کی روایت اور ثقافت کا عکس اس کے ادب میں نظر آئے گا۔ چنانچہ ادب کا قاری ان روایات و اقدار سے غیر شعوری طور پر متاثر ہو کر رہے گا۔"[8]

آزادی کے بعد دوسری زبانوں کے ادب اطفال سے کہانیاں بڑی تعداد میں اُردو میں بھی منتقل ہوئیں۔ ترجمہ کرنے والے بڑے بڑے ناموں میں شاہد احمد دہلوی، عبد المجید سالک، چراغ حسن حسرت، عشرت رحمانی، اشرف صبوحی احمد ندیم قاسمی، کشور ناہید اور کمال احمد رضوی نمایاں ہیں۔[9] کمال احمد رضوی کے انتخاب ،موضوعات کے اعتبار سے مفید اور دل چسپی کے لحاظ سے منفرد ہیں۔ کمال احمد رضوی نے سات آٹھ سال سے دس گیارہ سال کی عمر کے بچوں کے لیے "ملک ملک کی لوک کہانیاں" کے عنوان سے مختلف ممالک کے ادب اطفال سے دل چسپ اور سبق آموز کہانیاں اُردو میں ترجمہ کیں۔ "ملک ملک کی لوک کہانیاں" 1958 میں پہلی مرتبہ "کتاب منزل لاہور" سے شائع ہوئیں۔ اس سلسلے میں بارہ ملکوں کی کہانیاں 12 کتابچوں کی صورت میں چھپیں۔ جن میں جرمن کہانیاں، چیکو سلواکیا کی کہانیاں، ناروے کی کہانیاں، فرانسیسی کہانیاں، آئرستان کی کہانیاں، عربی کہانیاں، یونان کی کہانیا،ں انگلستان کی کہانیاں، امریکی کہانیاں، ترکی کہانیاں، ہندوستان کی کہانیاں، روسی کہانیاں شامل ہیں۔[10] مختلف زبانوں سے ماخوذ اور ترجمہ شدہ یہ دل چسپ کہانیاں مختصر ہیں مگر ان میں اخلاق و نصیحت اور مقصد کو اس طرح شامل کیا ہے جیسے شیرے میں ڈوبی کڑوی گولی، جسے بچہ خوشی خوشی سے حلق سے اتار لیتا ہے۔ حلق تو دیر تک شیرے کے ذائقے سے لطف لیتا ہے مگر کڑواہٹ اور تاثیر معدے کے ذریعے جزوبدن ہو کر اپنا اثر دکھاتی ہے۔ گویا "کہانی کے پانی میں مقصد کی پڑیا اس طرح گھولی گئی ہے کہ پتہ نہیں چلتا کہ نمک کی یہ چٹکی جان بوجھ کر ملائی ہے یا اپنے آپ گھل گئی ہے۔"[11]
کمال احمد رضوی نے تمہید میں الجھنے کے بجائے سیدھے اور سادہ انداز میں کہانی شروع کی ہے پس منظر اور تمہید سے قطع نظر کہانی کا آغاز براہ راست اور دل چسپ انداز میں کیا ہے:

> "کسی جنگل میں ایک شہزادہ اپنے سنگی ساتھیوں کے ساتھ شکار کے لیے چلا جا رہا تھا۔ سردی کا موسم تھا، دانت سے دانت بج رہے تھے۔ شام تک وہ لوگ شکار کی تلاش میں گھومتے رہے، لیکن کچھ ہاتھ نہ آ سکا۔ جب شام گہری ہوگئی اور سردی کے مارے لوگوں کا برا حال ہو گیا تو انہوں نے واپس لوٹنے کا سوچا لیکن جنگل میں گپ اندھیرا تھا اور کوئی رہ دکھائی نہ دیتی تھی۔"[12]

غیر ملکی کہانیوں کی اُردوئی تشکیل ایک مشکل فن ہے۔ اسما، اشیا اور مناظر و مقامات کو مقامی رنگ دینے کے لیے مترجم کو بہت محنت اور حاضر دماغی سے کام لینا ہوتا ہے ذرا سی چوک اس کی محنت کو اکارت اور تاثر کو زائل کر دیتی ہے۔ کمال احمد رضوی نے غیر ملکی کہانیوں کو اُردو کے پیکر میں ڈھالتے ہوئے کرداروں کی زبان، مناظر، احساسات و جذبات اور معمولاتِ زندگی کو کہانی پڑھنے والے بچوں کی ملکی تہذیب و تمدن کے سانچے میں ڈھال کر پیش کیا ہے۔ یوں "باغ و بہار" کے درویشوں کی طرح کہانیاں تو جرمن، روس، انگلستان، آئرستان، ترکی، امریکہ، چیکو سلواکیہ اور فرانس وغیرہ کی ہیں مگر کرداروں کے نام، لباس، عادات و اطوار، رسم و رواج، پیشے اور ہنر مشرقی و پاکستانی ہیں۔

> "بچوں کے لیے لکھی گئی اصلاحی، حقیقی و تخیلاتی کہانیاں قابل فہم معلومات اور ذہنی آسودگی و تفریح مہیا کرتی ہیں۔ یہ کہانیاں اور نظمیں ہی ہیں جو ان ننھے ذہنوں کو باہر کی دنیا سے رابطے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ کہانی کی دنیا کا ماحول ہو یا انسانی و غیر انسانی کردار بچے کی دنیا ان نئے اور نامعلوم اجزا اور افراد سے تشکیل پا کر روز بروز وسعت پاتی ہے۔ وہ نیکی سے محبت اور بدی سے نفرت کرنا بھی سیکھتا ہے اور اچھے برے کی پہچان اس کی روز مرہ زندگی میں کام آتی ہے۔ اپنی قوم کا درد، اپنے وطن سے محبت، اپنی مٹی کی اہمیت اور اپنے مذہب کے لیے جان کی بازی لگا دینے کا جذبہ غیر محسوس طریقے سے اس کے خون میں سرایت کر جاتا ہے۔ کتاب سے محبت اسے زندگی سے محبت سکھاتی ہے۔"[13]

تجسس انسان کی سرشت میں داخل ہے۔ شاید یہی تجسس ہی تھا کہ جس کے تحت آدمؑ ممنوعہ شجر کا پھل کھانے پر آمادہ ہوئے۔ مگر بچوں میں یہ تجسس اور بھی زیادہ ہوتا ہے اسی لیے بچے ہر نئے کام کو شوق سے کرتے ہیں اور مہماتی و جاسوسی کہانیاں دل چسپی سے پڑھتے ہیں۔ اپنے ذوق کی تسکین کے لیے وہ ان دیکھی چیزوں کے بارے میں متجسس رہتے ہیں۔ مُہم جُوئی اور مُہم جو اُنھیں پسند ہوتے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد غیر ملکی ادب سے مُہمات پر مشتمل بچوں کی کہانیاں زیادہ ترجمہ ہوئیں۔[14] کمال احمد رضوی کی لکھی ہوئی کہانیوں میں سے تیسرے نمبر پر وہ کہانیاں ہیں جو اُنھوں نے بڑی عمر کے بچوں کے لیے لکھیں۔ وہ بچے جو قدرے لمبی کہانی اور طویل جملے پڑھ اور سمجھ سکتے ہوں اُن کی عمر عموماً 11 سے 14 سال ہوتی ہے اور اپر مڈل کلاس میں پڑھتے ہیں۔ اس عمر کے بچے مشکلات کو پسند کرتے اور مہمات میں دلچسپی لیتے ہیں اس لیے کمال احمد رضوی نے مُہمات اور مشکلات پر مشتمل کہانیاں لکھ کر بچوں کے ذوق کی تسکین اور فکر و کردار کی تربیت کی ہے۔

کمال احمد رضوی نے اس درجہ کے بچوں کے لیے جو کہانیاں لکھی ہیں وہ بھی اپنے موضوع، زبان اور اندازِ بیان کی بنا پر دل چسپ ہیں۔ "پرندوں کا بادشاہ، قوس قزح شہزادہ، نیلا بندر، ننھے تحفے، اڑنے والا جہاز، بادشاہ کا علاج، زمرد محل، بھرے جنگل میں" میں موضوعات کے لحاظ سے تنوع ملتا ہے۔[15] کوئی کہانی جادوگرنی یا چڑیلوں کے جادوئی اثرات اور مصیبتوں پر مشتمل ہے تو کوئی مہم جوئی پر، کسی میں غیبی امداد سے منزل تک رسائی ہوتی ہے تو کسی میں عزم و ہمت سے مقصد کا حصول موضوع ہے۔ مگر مشکلات کا مقابلہ ہر کہانی کا لازمی جزو ہے، جو بچوں کے لیے ایک بہت بڑا درس اور پیغام ہے۔ "پرندوں کا بادشاہ" ایک بے گناہ معذور سپاہی کی کہانی ہے جو جادوئی محل میں قید شہزادی کو آزاد کرانے کے لیے تین رات جنوں سے لڑتا اور مار تا کھاتا

ISSN Online : 2709-4
ISSN Print : 2709-4
Vol5 No.4 2021

ہے۔ شہزادی سے شادی کے لیے ہزاروں میل سفر کرتا، نیلی دنیا کے پہاڑوں میں دیو ہیکل عقاب پر سوار ہو کر پہنچتا اور من کی مراد پاتا ہے۔ "قوس قزح" شہزادہ ایک بد صورت چڑیل کی قید میں جادو کے اثر سے قوس قزح بنے شہزادے اور کھنڈر میں قید شہزادی کی محبت کی کہانی ہے جس میں شہزادی جادو کے اثر کو ختم کرنے اور شہزادے کو آزاد کرانے کے لیے مشکلات جھیلتی، تکالیف اٹھاتی، بالآخر کامیاب ہوتی ہے۔ "نیلا بندر" تخت کے لالچ میں جادو کے زور سے شہزادے کو بندر بنانے والی سوتیلی ملکہ ماں کی کہانی ہے جس میں شہزادے کی اُستانی اور سوتیلے بھائی کی ہمدردی اور محبت سے شہزادے کا بندر سے دوبارہ انسان بننا اور تخت و تاج حاصل کر کے نیک دل بادشاہ کا لقب پانا موضوع ہے "ننھے تحفے "دو پریوں، فیروز پری اور سر قانطین کی کہانی ہے جو ملکہ بننے کے لیے اپنے اپنے جادو کا اثر ایک شہزادے اور شہزادی پر دکھاتی ہیں۔ جادو کے زور سے شہزادے کو دنیا کا حسین اور اعلیٰ خوبیوں کا مالک دکھانے والی سر قانطین، فیروز پری سے ہار جاتی ہے کیوں کہ فیروز پری، اپنی شہزادی کو اتنا حسین اور اعلیٰ مزاج بناتی ہے کہ شہزادہ اس کی محبت میں اسیر ہو کر اپنا سب کچھ قربان کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ یوں مقابلہ جیت کر فیروز پری پرستان کی ملکہ بن جاتی ہے۔ "اُڑنے والا جہاز" بادشاہ کی خواہش میں جہاز بنانے والے غریب مزدور کی کہانی ہے جو ایک بزرگ سے کی گئی نیکی کی دعا میں غیب سے اڑنے والا جہاز پا کر بادشاہ کی ان تمام شرائط کو پورا کرتا ہے جو ناممکن اور محیر العقول ہیں "بادشاہ کا علاج" ایک بوڑھی عورت کی خدمت اور دعا کے نتیجے میں بیمار بادشاہ کا علاج کر کے آدھی سلطنت حاصل کرنے والے غریب مزدور، محنت کش نوجوان کی کہانی ہے۔ "زمرد محل" جادو کے اثر سے بلی بننے والی شہزادی کی کہانی ہے جس میں راہ بھٹک کر زمرد محل میں پہنچنے والا شہزادہ اس شہزادی کے جادوئی اثر کو ختم کرتا اور شہزادی کو اس کے ملک پہنچاتا ہے۔

یہ کہانیاں 11 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کے لیے ہیں۔ ان میں جنوں، پریوں کے واقعات اور شہزادوں شہزادیوں کی مشکلات کو دل چسپ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ زبان سادہ، الفاظ عام فہم اور تشبیہات و استعارات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ لفظی تصویریں قاری (بچے) کے چشمِ تخیل پر منظر کھینچ دیتی ہیں۔ جادوئی اثرات کے بیان اور مناظر میں ایسی کیفیات ہر گز نہیں جنھیں بچے اپنی روز مرہ کی زندگی کے تناظر میں نہ سمجھ سکتے ہوں۔ زبان ہموار، جملوں میں چستی اور کہانی میں روانی ہے۔ یہ خوبیاں بچوں کا ادب تخلیق کرنے والے کسی بھی ادیب کی تخلیق و تحریر کا بنیادی عنصر ہوتی ہیں۔

> "بچوں کے ادب کی زبان نہایت آسان ہونی چاہیے۔ بچوں کی اپنی زبان میں، بچے کی روز مرہ زندگی میں مستعمل الفاظ ہوں۔ عمر کی مختلف منازل کی مناسبت سے زبان سہل اور دشوار ہو۔ طرزِ ادا اور اُسلوب بیان ایسا ہو کہ بچے بخوشی ان مضامین کو پڑھیں اور دل چسپی لیں۔ ان کو پڑھ کر مسرت محسوس کریں۔ کہانیوں میں مختلف دل چسپ اور ضمنی واقعات کی شمولیت سے بچوں کی دلچسپی کو بڑھایا جا سکتا ہے" (16)

کمال احمد رضوی نے غیر مرئی طاقتوں اور جادوئی مناظر کے بیان کو اپنے زورِ قلم سے حقیقی بنا دیا ہے۔ مناظر آنکھوں سے اوجھل اور لفظی ہونے کے باوجود چشمِ تصور پر عیاں ہو جاتے ہیں اور کہانی پڑھتے ہوئے ان کے نقوش ذہن پر نمایاں ہوتے چلے جاتے ہیں

> "سیاہ پری جب واپس آئی تو اُسے فوراً آگ بجھنے کا پتہ چل گیا۔ اُس نے چاندنی شہزادی سے کہا کہ اپسے صبح تڑکے ایک خوفناک دیو لوکرنیاس کے ہاں جا کر اُس سے آگ مانگ کر لانا ہو گا تاکہ آتش دان کی آگ دوبارہ سلگائی جا سکے۔ مگر لوکرنیاس بہت ہی ظالم دیو مشہور تھا۔ وہ آدمی کو زندہ چبا جاتا اور نوجوان لڑکیوں کو شوق سے کھایا کرتا تھا" (17)

حیوانی اور مافوق الفطرت کرداروں پر مشتمل یہ کہانیاں حیران بھی کرتی ہیں اور تجسس بھی بڑھاتی ہیں۔ حسین پریوں کے قصے دلوں کو لبھاتے ہیں جب کہ مشکلات میں ان پریوں کا حوصلہ نہ ہارنا قاری بچوں کی ہمت بڑھا کر زندگی کے کارزار میں پُر عزم رہنے کا حوصلہ پیدا کرتا ہے۔ کہانی میں موجود جانوروں کی نفسیات اور اُن کے عادات و اطوار سے بھی بچے آگاہی حاصل کر لیتے ہیں۔ ان کہانیوں میں کمال احمد رضوی نے جابجا تصاویر کی مدد سے مناظر اور کیفیات کی عکاسی بھی کی ہے جس سے بچے کی دل چسپی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

اسلامی کہانیوں کا بڑا مقصد بچوں میں مذہب سے محبت اور اسلامی شعائر میں دلچسپی پیدا کرنا ہے۔ ان کہانیوں میں عظیم اسلامی تاریخ کے واقعات بیان کر کے بچوں کو تابناک اور پُر شکوہ ماضی اور اسلاف کی قربانیوں، جراتوں سے واقفیت دلائی جاتی ہے اور اُن میں اعلیٰ اسلامی شعور پیدا کر کے حق کے لیے ڈٹ جانے، ظلم کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جانے، کلمۂ حق کی بلندی میں ہر ستم سہہ جانے کا جذبہ و حوصلہ پیدا کرنا ان کہانیوں کا بڑا مقصد ہوتا ہے۔ اسلامی تاریخ کے نامور افراد کو ان کہانیوں کے ذریعے بچوں سے متعارف کروایا جاتا ہے تاکہ بچے کم عمری میں ہی ان عظیم بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مستقبل کے با عمل صالح انسان و مسلمان بن کر معاشرے کی تعمیر و ترقی میں بھرپور کردار ادا کریں۔ قیام پاکستان کے ابتدائی سالوں میں بچوں کے لیے اسلامی کہانیاں لکھنے والوں میں ایم اسلم، نظیر صدیقی، مقبول انور داؤد، عبدالمجید بھٹی، ندیم صہبائی اور کمال احمد رضوی کے نام نمایاں ہیں۔

کمال احمد رضوی نے بچوں کے لیے ماورائی اور خیالی کہانیاں لکھنے کے ساتھ ساتھ اسلام کے موضوع پر بھی کتابیں لکھیں۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور اور کتاب منزل لاہور سے شائع ہونے والی اسلامی کہانیوں اور اسلام کی عظمت کے موضوع پر لکھی جانے والی بچوں کی کتابوں میں اسلام کا آغاز، سرورِ عالم صلعم ﷺ، قرآنی اخلاق، حضرت امام حسین، توحید کا ڈنکا، مہرِ نبوت، مدینہ شریف، مکہ شریف بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔ (18)

کمال احمد رضوی نے سادہ اور عام زبان میں اعلان نبوت کے واقعات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت داری، صداقت، رحم دلی اور خوش اخلاقی کو بچوں کی تربیت کے پیش نظر دل چسپ انداز میں پیش کرتے ہوئے صرف انہی واقعات کو شامل کیا ہے جو بچوں کی فہم کے مطابق ہیں۔ ادب اطفال میں مذہبی و اسلامی لٹریچر اور بچوں میں مذہبی عقائد کی پختگی میں اسلامی کہانیوں کی بڑی اہمیت ہے:

"انسان اور خصوصاً بچوں کی سیرت میں مذہبی عقائد بہت اہمیت رکھتے ہیں اس لیے ان عقائد کے اعتبار سے خدا کے وجود اور اس کے جمال و جلال اور دوسری صفات کا نقش بچپن ہی میں بچوں کے ذہنوں پر مرتسم کرنا بھی ادیب الاطفال کا فریضہ ہے۔" (19)

بچوں میں اسلام سے محبت، عقائد اسلام کا درست اور صحیح شعور پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ رحمت دوجہاں حضرت محمدؐ کی سچی اور پکی محبت و اطاعت کا جذبہ پیدا کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا ان کی معاشرتی و سماجی تربیت اور تعلیمی ضرورت کے لیے جنوں، پریوں، حیوانوں اور سائنسی و جغرافیائی معلومات پر مبنی کتابیں لکھنا۔ کمال احمد رضوی نے بچوں کے ادیب کی حیثیت سے اپنے اس فریضے کو سمجھتے ہوئے مقدور بھر حصہ ڈالا ہے۔ قیامِ پاکستان کے فوراً بعد ہمارے ادیبوں نے جہاں بالغوں کے ادب میں اسلامی تاریخ اور تقسیم ہند کے ہیروؤں کو اپنے ڈراموں، کہانیوں اور ناولوں میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ادب تخلیق کیا وہیں قیام پاکستان کے فوراًبعد ادب اطفال میں دل چسپ اور اخلاقی کہانیوں کے ساتھ ساتھ تاریخی و اسلامی کہانیاں بھی لکھیں۔

"مضامین نثر کے لیے وہ تحریریں بچوں کے لیے انتخاب کی گئیں جن کا تعلق اسلامی تاریخ اور برصغیر کی مسلم تہذیب کے اہم اور سبق آموز واقعات سے تھا۔ ان ادبی شاہ پاروں کے انتخاب میں اس بات کا بالخصوص خیال رکھا گیا کہ ان تحریروں کے ذریعے بچوں میں زبان ادب اور واقعات سے دل چسپی کا عنصر بھی پیدا ہو۔" (20)

ناول نثری قصہ ہوتا ہے جس میں پوری زندگی بیان ہوتی ہے۔ وحدتِ تاثر، حقیقت آرائی، تجسس، جدت، تنوع اور تسلسل ناول کی نمایاں خوبیاں ہیں۔ کہانی سے بچوں کی محبت فطری ہے۔ مختصر کہانی کے بجائے قدرے لمبی کہانیاں یا ناول بچے کی فکر و سوچ پر زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں۔ بچوں کی اسی نفسیات کے پیش نظر ادیبوں نے بچوں کے لیے ناول لکھنے کی طرف بھی خصوصی توجہ کی۔ ان ناول نگاروں میں شوکت تھانوی، میرزا ادیب، عشرت رحمانی، عزیز اثری، انور عنایت اللہ، لطیف فاروقی، مقبول جہانگیر، کامل القادری، محمود خاور، نصیر الدین حیدر، الطاف فاطمہ اور کمال احمد رضوی شامل ہیں۔ کمال احمد رضوی نے بچوں کے لیے ایک مکان دو دیواریں، زمرد محل پنگچو، پانی کا درخت اور دیگر بہت سے ناول لکھے۔

پنگچو کمال احمد رضوی کا بچوں کے لیے لکھا گیا 212 صفحات پر مشتمل ناول ہے جسے پھلواری بک ڈپو لاہور نے 1956 میں شائع کیا۔ یہ دل چسپ اور سبق آموز ناول اٹلی کے کلاسیک ناول کا ترجمہ ہے۔ جو 1880 میں "روم" سے شائع ہونے والے رسالے "بچوں کا اخبار" کے لیے کارلو لورزینی نے لکھا۔ (21) مصنف نے تو اس کا نام "THE ADVENTURE OF PINOCCHIO" (کٹھ پتلے کے کارنامے) رکھا مگر "بچوں کا اخبار" کے ایڈیٹر "بیاغی" نے اس ناول کو "پنگچو" کے نام سے قسط وار چھاپا۔ اس ناول کا پلاٹ اور مصنف کا اندازِ بیان ایسا دل پذیر تھا کہ "پنگچو" یورپ کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ کمال احمد رضوی نے "پنگچو" کو اُردو کے قالب میں ڈھالتے ہوئے دل چسپی اور اندازِ بیان کے اُسی حسن کو برقرار رکھا ہے جو کارلو لورزینی کا امتیاز ہے۔

یہ ایک لکڑی کے کٹھ پتلے کی کہانی ہے جو پتلی تماشا دکھانے کے لیے تراشا جاتا ہے۔ مگر وہ کٹھ پتلا انسانوں کی طرح چلنا پھرنا اور بولنا شروع کر دیتا ہے اور اپنے تراشنے والے بڑھئی کو ابا جان کہتا ہے مگر اپنے باپ اور بڑوں کی نافرمانی اور شیطانی مزاج کی بنا پر ایسی ایسی مصیبتوں میں پڑتا ہے کہ جان کے لالے پڑ جاتے ہیں مگر قدرت کی مہربانی سے بچ جاتا ہے۔ دو سال تک اپنے باپ سے دور مصیبتیں اُٹھاتا ہے، بالآخر اپنے رویے سے توبہ تائب ہو کر باپ سے واپس مل جاتا ہے اور بقیہ زندگی باپ کی خدمت میں گزارنے کا عزم و وعدہ کرتا ہے۔ پینتیس ابواب پر مشتمل یہ ناول آزاد ترجمہ ہے۔ مقامیت کا تاثر دینے اور بچوں کی دلچسپی بڑھانے کے لیے کرداروں کے نام مقامی رکھے گئے ہیں۔ بعض مقامات پر جملہ بندی میں کمزوری ہے اور بندش الفاظ میں وہ حسن نہیں جو کمال احمد رضوی کی مختصر کہانیوں، ڈراموں کی زبان اور مکالموں میں ہے۔ اس کے باوجود الفاظ سادہ آسان اور عام فہم ہیں۔ تراکیب مشکل اور نامانوس نہیں۔ البتہ کہیں کہیں لفظی ترجمے کا گمان بھی گزرتا ہے۔ محیر العقول مگر دلچسپ واقعات اس ناول کی بڑی اور نمایاں خوبی ہے۔

"رحیم بخش نے کٹھ پتلے کی ناک تراش کر بنانی شروع کر دی لیکن اس نے جیسے ہی ناک کو مکمل کیا ناک بڑی ہونے لگی یہ ناک بڑھتی بڑھتی اس قدر لمبی ہو گئی کہ پتہ ہی نہ چلتا تھا کہ یہ کہیں ختم بھی ہونے میں آئے گی۔ رحیم بخش نے اسے کئی بار کاٹ کر چھوٹا کیا لیکن یہ منحوس ناک جتنی چھوٹی کی جاتی پھر اتنی ہی لمبی ہو جاتی۔ اور تو اور منہ کا حال سنیے۔ ابھی رحیم بخش نے اسے پوری طرح بنایا بھی نہیں تھا کہ اس نے زور زور سے ہنسنا اور رحیم بخش کا منہ چڑھانا شروع کر دیا۔" (22)

"ایک مکان دو دیواریں" کمال احمد رضوی نے 1958 میں لکھا۔ یہ ناول ایک سو تین صفحات پر مشتمل ہے اور شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور نے شائع کیا۔ ناول دو بھائیوں کی دل چسپ کہانی ہے جسے کمال احمد رضوی نے مزید دس ابواب میں تقسیم کیا ہے اور ہر باب کو پیش آنے والے واقعات کے مطابق عنوان بھی دیا ہے

ISSN Online : 2709-4
ISSN Print : 2709-4
Vol5 No.4 2021

ناول ایک شریر اور ذہین لڑکے امجد کی کہانی ہے جو اپنے بھائی اور بھابھی کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہے۔ پڑھائی پر کم اور شرارتوں پر زیادہ توجہ دیتا ہے۔ اس کے باوجود وہ کلاس میں ہمیشہ نمایاں پوزیشن حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنی ذہانت کی وجہ سے اکثر سزا سے بھی بچ جاتا ہے۔ وہ اپنے اُستاد کا منظور نظر طالبِ علم ہے مگر سارا محلہ اس کی شرارتوں سے عاجز ہے۔ وہ ہر کسی سے کام اپنی شرارت کی دھمکی سے لے لیتا ہے۔ شرارتوں اور محلے کے لوگوں کا نقصان کرنے کی وجہ سے اس کا بڑا بھائی اس سے گھر الگ کر لیتا ہے مگر امجد سے بے حد پیار کرنے والی بھابھی امجد کے اپنے رویے پر شرمندہ ہونے اور آئندہ لوگوں کو تنگ نہ کرنے کے وعدے پر اسے بڑے بھائی سے معافی دلاتی ہے اور وہ پھر سے مل کر ہنسی خوشی رہنے لگتے ہیں۔

یہ ناول بھی اپنے اسلوب اور زبان کی بنا پر بچوں کے ادب میں خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ سادہ زبان اور عام فہم انداز میں یہ کہانی لکھی گئی ہے۔ بڑی عمر کے بچوں کی تربیت اور ذہنی ترقی کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ والدین کے سائے سے محرومی اور ہٹ دھرمی بچوں کو کس طرح بگاڑ دیتی ہے اور معاشرہ اُن سے کتنا بیزار اور متنفر ہو جاتا ہے اس کہانی میں پیش کیا گیا ہے۔

محلے کا ننھا لڑکا امجد کی شرارتوں اور بد تمیزیوں پر اسے یوں کوستا ہے:

> "میں تو سمجھتا تھا تمھارا سلوک مجھ سے ہی برا تھا۔ لیکن مجھے اب معلوم ہوا کہ تم اپنے ہمسایوں سے بھی برا سلوک کرتے ہو، اور ہمسایہ بھی کون ایک اندھی بڑھیا جو تم سے بھی زیادہ غریب ہے۔
>
> "کیا پڑوسیوں کا حق اسی طرح ادا کرتے ہیں"
>
> اس بات پر امجد کو سخت تاؤ آیا اور وہ پاجامے کے نیفے سے چمک دار چھرا نکال کر بولا
>
> "خبر دار! اب ایک لفظ زبان سے نہ نکالنا، ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا اور نہ ہی یہ بات کسی کو معلوم ہو، دھیان میں رکھنا"
>
> لڑکا چھرا دیکھ کر سکتے میں آ گیا اور چپ ہو گیا۔ لیکن امجد کی طرف وہ اس نفرت کی آنکھوں سے دیکھنے لگا جیسے اگر اس کا بس چلتا تو اس کے منہ پر تھوک دیتا۔"(23)

سلاست، روانی، دل چسپی، نصیحت اور سبق نے اس کہانی کو کمال احمد رضوی کا بچوں کے لیے یادگار ناول بنا دیا ہے۔

"زمرد محل" کمال احمد رضوی کا 1974 میں بچوں کے لیے لکھا گیا دل چسپ ناول ہے جسے شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، نے شائع کیا (یہی قصہ ایک مختصر کہانی کی صورت میں الگ سے بھی شائع ہوا)۔ زمرد محل ایک حسین اور نیک دل شہزادے کی کہانی ہے جس کا بوڑھا بادشاہ باپ اپنے تینوں بیٹوں کو سلطنت حاصل کرنے کے خیال سے دُور رکھنے کے لیے دنیا کا خوب صورت اور انوکھا کتا لانے کی فرمائش کرتا ہے تاکہ وہ بڑھاپے میں کتے سے کھیلتا رہے اور سلطنت خوب صورت اور منفرد کتا لانے والے شہزادے کے حوالے کر دے۔ نیک دل اور عمر میں سب سے چھوٹا شہزادہ ایک اجنبی ملک کے ویرانے میں بنے زمرد محل میں پہنچ جاتا ہے جہاں جادو کے زور سے بلی بنائی گئی شہزادی کی خادم بلی شہزادے کی خاطر مدارت کرتی ہیں۔ شہزادی بلی، شہزادے کو لکڑی کے گھوڑے پر دنیا کی سیر کراتی اور عمدہ قسم کے کھانوں سے آؤ بھگت کرتی ہے۔ پہننے کے لیے عمدہ لباس سونے کے لیے آرام دہ اور دیدہ زیب بستر دیتی ہے اور شہزادے کے باپ بادشاہ کی شرائط پوری کرنے کے لیے اسے سیپ میں سما جانے والا کتا اور رائی کے دانے میں سمٹ جانے والا کپڑے کا تھان دیتی ہے اور خود شہزادے کی مدد سے جادو کا اثر ختم کرنے کے بعد شہزادے سے شادی کر کے اپنے باپ کی سات سلطنتوں میں سے تین سلطنتیں شہزادے کے باپ اور دو بھائیوں کو عطا کر کے شہزادے کے ہمراہ اپنے ملک لوٹ جاتی ہے۔

چھوٹے بچوں کے لیے لکھا گیا یہ ناول، اپنے قصے اور پلاٹ کی عمدہ ترتیب کی بنا پر دل چسپ ناول ہے۔ ناول میں شامل غیر مرئی کردار اسے ناول سے زیادہ داستان بناتے ہیں۔ حقیقی اور اصلی زندگی سے دور مافوق الفطرت کرداروں کی کثرت ناول میں ایک عیب کی صورت میں موجود ہے۔ نہ کوئی اخلاقی پیغام ہے نہ ہی کوئی نصیحت، نہ مہم جوئی ہے نہ ہی قربانی کے جذبے کا پیغام۔ اگر کچھ ہے تو فقط اس ناول کی سادہ رواں آسان اور عام فہم زبان یا پھر اپنے باپ بادشاہ کی فرماں برداری۔ مگر یہ فرماں برداری ایک باپ کے احترام سے زیادہ سلطنت و بادشاہت کے حصول کے لالچ میں ہے۔ مگر زبان کا حسن اور نفاست ان تمام خامیوں پر پردہ ڈال کر اسے دل چسپ اور بچوں کا پسندیدہ ناول بناتی ہے۔

> "جب آدمی خوشی اور اطمینان کے دن گزار رہا ہوتا ہے تو اسے پھر یہ خیال بھی نہیں آتا کہ وقت اتنی جلدی سے گزر گیا۔ یہی حال ہمارے شہزادے کا ہوا۔ وہ رنگ رلیوں میں ایسا کھویا کہ اس کے ذہن سے گھر کی یاد ہی مٹ گئی۔ جب اس کے گھر لوٹنے میں ایک روز اور رہ گیا تو سفید بلی نے اس سے کہا کہ اگر تم اپنے ساتھ دنیا کی سب سے خوب صورت شہزادی لے جانا چاہتے ہو تو میں تمھیں جو کچھ بتاؤں وہ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس کے بعد بلی نے ایک تلوار نکالی اور شہزادے کو دیتے ہوئے کہا "یہ تلوار لو اور اس سے میرا سر قلم کر دو" شہزادہ سہم کر پیچھے ہٹ گیا اور بولا "کیا! میں تمھارا سر قلم کر دوں۔ اوہ میری پیاری بلی یہ کام مجھ سے قیامت تک نہ ہو گا۔"
>
> شہزادے کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اس نے رو رو کر اپنی پیاری سفید بلی سے کہا اگر تم میری محبت کا امتحان لینا چاہتی ہو تو میں دنیا کا ہر کام کرنے کو تیار ہوں، اپنی جان تک قربان کرنے سے مجھے انکار نہیں مگر خدا کے لیے یہ کام نہ بتاؤ۔ لیکن شہزادے کی لاکھ

ISSN Online : 2709-4
ISSN Print : 2709-4
Vol5 No.4 2021

منت اور سماجت کے باوجود بلی اپنی بات پر اڑی رہی۔ آخر مجبور ہو کر شہزادے کو تلوار سنبھالنی پڑی اور اس نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لی اور تلوار بلی کے سر کے اُوپر چلا دی۔"[24]

کمال احمد رضوی نے اس ناول میں بعض بعض محاورات بھی استعمال کیے ہیں اور کہیں کہیں کوئی ضرب المثل بھی شامل ہے مگر اس خوبی سے کہ محاورات اور ضرب الامثال سے اثر بڑھ گیا ہے۔ کیوں کہ بچوں کے ادب کی بڑی خوبی یہی ہے کہ اس کی زبان آسان، عام فہم اور ہر طرح کی لفظی و معنوی پیچیدگی سے پاک ہو۔

کمال احمد رضوی نے تھیٹر، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے لیے ڈرامے لکھنے کے ساتھ ساتھ بچوں کے لیے بھی ڈرامے لکھے۔ ڈراما کہانی کی ایک ایسی قسم ہے جس میں زندگی کے حقائق اور مظاہر کو اشخاص اور مکالموں کے ذریعے عملاً پیش کیا جاتا ہے۔ مصنفین نے بچوں کے ادب میں دل چسپی میں ایک فنی اضافہ ڈرامے کا کیا اور کہانی کو عملی صورت میں بچوں کے سامنے پیش کیا۔ جس سے ادب میں بچوں کی دل چسپی اور بھی بڑھی۔ بچوں کے ڈرامے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر نشر ہوئے اور سکولوں کے سٹیج پر بھی کھیلے گئے۔ قیامِ پاکستان کے فوراً بعد بچوں کے لیے ڈراما لکھنے والوں میں شاکر شمسی، ابوالحسن نغمی، نسیم امروہوی، رحمان مذنب، حمید احمد، عزیز اثری، ابصار عبدالعلی اور کمال احمد رضوی، خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

"کمال احمد رضوی نے بچوں کے لیے مختصر دل، چسپ اور معلوماتی ڈرامے لکھے۔ یہ زیادہ تر ایک ایکٹ کے ڈرامے تھے۔ ان میں کردار بہت زیادہ پھیلے ہوئے نہ تھے۔ ان میں تفریح کا عنصر زیادہ تھا، پھر ریڈیو سے شوکت تھانوی اور کمال احمد رضوی کے بہت سے ڈرامے نشر ہوئے۔"[25]

کمال احمد رضوی کے یہ ڈرامے بچوں کے غیر ملکی ادب سے ماخوذ ہیں۔ اُنہوں نے بچوں کی دل چسپ کہانیوں کو مہارت سے ڈرامائی شکل دی ہے جو کہ ادبی اعتبار سے بڑی خدمت ہے۔

"اُس (کمال احمد رضوی) نے مختلف ملکوں کی ان کہانیوں کو جو بچوں کے لیے لکھی گئی ہیں چھوٹے چھوٹے ڈراموں میں سمیٹ لیا اور یہ سلسلہ کئی کتابوں پر مشتمل ہے۔"[26]

کمال احمد رضوی کے عہد تک اُردو میں بچوں کے لیے ڈراما لکھنے کی روایت رفتہ رفتہ جڑیں مضبوط کر رہی تھی۔ مرزا ادیب، سید امتیاز علی تاج اور دوسرے ڈراما نویسوں نے بڑوں کی تفریحِ طبع کے لیے ڈرامے لکھنے کے ساتھ ساتھ بچوں کے لیے بھی ڈرامے لکھے۔ عوامی مقامات کے ساتھ ساتھ سکولوں اور کالجوں میں ڈراما پیش کرنے کا رواج ہوا اور بچوں کے لیے ڈراما لکھا اور چھاپا جانے لگا۔ اگرچہ اساتذہ نے بھی بچوں کی سرپرستی و رہنمائی کی مگر چلڈرن لٹل تھیٹر نے ابتدائی دور میں جو کردار ادا کیا وہ مثالی ہے۔

"چلڈرن لٹل تھیٹر کی کوششوں سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مختلف سکولوں اور کالجوں میں سالانہ اور خصوصی تقریبات میں مختصر کھیل اور خاکے پیش کرنے کا سلسلہ شروع ہوا اور اساتذہ نے بھی خاص طور پر بچوں کے لیے ڈرامے تحریر کیے۔"[27]

کمال احمد رضوی نے بچوں کے لیے جو ڈرامے لکھے اُن میں سمندر کا نمک، خوب صورت شہزادی، مخنچو، اُڑنے والا پتھر، سنڈریلا، جادو کی بوتل، عقل مندوں کا شہر، چالاک بلی، دماغ کی تلاش، منو اور چنو، جادو کا مرتبان، خالہ جان نمایاں ہیں۔[28] یہ تمام ڈرامے کتاب منزل لاہور سے شائع ہوئے۔ سمندر کا نمک، خوب صورت شہزادی، مخنچو، جادو کی بوتل، منو اور چنو، جادو کا مرتبان، خالہ جان؛ پریوں، غیر مرئی طاقتوں اور جادو کے دل چسپ واقعات ہیں، جنھیں کمال احمد رضوی نے بچوں کے سٹیج ڈرامے کے فہم اور معیار کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے لکھا ہے۔ کمال احمد رضوی نے بڑوں کے لیے جتنا زیادہ لکھا اور تھیٹر، ریڈیو، ٹیلی ویژن پر پیش کیا بچوں کے لیے لکھا ہوا اس کا عشرِ عشیر بھی نہیں۔ اس لیے عشرت رحمانی کمال احمد رضوی سے شاکی بھی ہیں۔

"کمال احمد رضوی سٹیج کے فنکار ہیں لیکن اُنھوں نے بچوں کے تھیٹر اور ڈرامے کی طرف اسی انداز میں کوئی توجہ نہیں کی جس سے بچوں کے تھیٹر کی ترقی میں مدد مل سکتی یا سٹیج کی سرگرمیوں میں کوئی اضافہ ہو سکتا کیوں کہ ان کا تمام تر وقت اور توجہ بڑوں کے لیے ڈراما اور تھیٹر آراستہ کرنے میں صرف ہوئی، اُنھوں نے بچوں کے لیے جو ڈرامے لکھے ہیں وہ سب انگریزی ڈراموں کے ترجمے ہیں جو شیخ غلام علی اینڈ سنز، کتاب منزل لاہور کے ایما سے لکھے گئے اور سب کے سب اُسی ادارے نے شائع کیے ہیں۔"[29]

اڑنے والا پتھر، سنڈریلا، عقلمندوں کا شہر، چالاک بلی اور دماغ کی تلاش عقل و دانائی اور والدین کی عزت کے موضوعات پر لکھے گئے ڈرامے ہیں۔ کمال احمد رضوی نے یہ ڈرامے بچوں کے انگریزی ادب سے اخذ و ترجمہ سے لکھے۔ مخنچو، منو اور چنو، اور خالہ جان اپنے موضوع پلاٹ اور دل پذیر مکالموں کی بدولت زیادہ مشہور ہوئے۔ 1974 میں ان ڈراموں کو بچوں کے لیے سٹیج کرنے کے ساتھ ساتھ ریڈیو پر صداکاری کی صورت میں پیش بھی کیا گیا۔ بچوں کے مزاج فہم و شعور اور علمی قابلیت کو کمال احمد رضوی نے بطور خاص مد نظر رکھا۔ یہ ڈرامے کمال احمد رضوی نے 11 سے 15 سال کی عمر کے بچوں کے لیے لکھے۔ ان ڈراموں میں الفاظ "ننھے بچوں کی کہانیاں" کی نسبت قدرے مشکل ہیں۔ مرکبات کا استعمال عمدہ ہے ضرب الامثال اور عمومی محاورات بھی استعمال ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود جملے سادہ، مختصر، چست اور رواں ہیں۔ مجازی الفاظ اور تشبیہات بچوں کی مانوس اور روزمرہ کی گفتگو کا حصہ ہیں کردار پریاں

ISSN Online : 2709-4
ISSN Print : 2709-4
Vol5 No.4 2021

اور جادوگرنیاں ہیں اور مناظر کسی کٹیایا گھر کے کسی حصے کے ہیں، مگر مافوق الفطرت کرداروں کے باوجود زبان و مناظر نامانوس اور ناقابل یقین نہیں البتہ تجسس سے بھرپور اور حیرت افزا ہیں۔ منوں اور چنوں کا مندرجہ ذیل منظر بچوں کے لیے بے حد دل چسپ ہے۔ اضطراب بڑھا کر قاری کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے:

"ڈائن: مجھ سے بحث نہ کرو میں نے بس کہہ دیا کہ آج اسے کھانے کو جی چاہ رہا ہے۔ بلا سے گوشت زیادہ نہ سہی جو کچھ ملے وہی کافی ہے۔(زبان چاٹتی ہوئی) آج اسے کھاؤں گی اور کل تمہیں چلو جو کام میں نے تمہیں بتایا ہے وہ جا کر کرو۔

(چنوں اسی طرح کھڑا رہتا ہے)

ڈائن: میں کہتی ہوں جاکر چولہے کے اوپر چڑھ (چھڑی اٹھا کر) جاتا ہے یا اب تیری مرمت کروں۔

چنوں: (چولہے کی طرف جاکر) لیکن مجھے تو چڑھنا آتا ہی نہیں۔

ڈائن: بدتمیز۔۔۔۔۔تجھے آتا ہی کیا ہے۔۔۔۔۔سوائے مفت کا کھانا کھانے کے ٹھہر جا۔۔۔۔میں تجھے جس طرح بتاتی ہوں اس طرح کرنا۔

(بڑھیا چولہے کے اوپر چڑھتی ہے اور کڑاہ کے سامنے سر رکھ کر کہتی ہے)

ڈائن: اس طرح کر!

(چنوں جلدی سے بڑھ کر بڑھیا کو کڑاہ کے اندر دھکیل دیتا ہے)

چنوں: لے بڈھی ڈائن اب جل کر مر جا۔" [30]

یہ ڈرامے اپنے انداز میں بچوں کے لیے نصیحت اور سبق لیے ہوئے ہیں۔ سمندر کا نمک، اڑنے والا پتھر، عقل مندوں کا شہر، محنت اور کوشش سے زندگی میں اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے پیغام پر مشتمل ہیں۔ جب کہ خوب صورت شہزادی، مخنچو، خالہ جان، جادو کی بوتل اور جادو کا مرتبان؛ ہمدردی اور احسان پسندی کے سبق پر مشتمل ہیں۔ دماغ کی تلاش اور چالاک بلی میں "لالچ اور حرص کا انجام بُرا ہے" کا سبق ہے۔ کمال احمد رضوی نے نصیحت اور سبق کو اپنی کہانی کے کرداروں اور مکالموں میں جس طرح سمویا ہے اس سے نصیحت اور سبق کا احساس نہیں ہوتا اور بچے مزے مزے میں نصیحت اور سبق بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ جادوئی بونے اور کسان کی بیٹی کے مرکزی واقعات پر مشتمل ڈراما "مخنچو" کا اختتام بھی ایسی ہی ایک دل چسپ نصیحت پر ہوا ہے:

"مریم: (پیار سے) نہیں۔ میں صرف اپنے ننھے شہزادے کو اپنے سے جدا نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن چونکہ تم تنہا ہو اس لیے تم آکر ہمارے ساتھ رہ سکتے ہو۔

بونا: (تعجب سے) تو آپ کا مطلب ہے کہ یہ خوب صورت محل میرا گھر ہو گا۔

مریم: ہاں اور تم ننھے شہزادے کے ساتھ کھیلا کرنا۔

بونا: (خوشی سے ناچ کر) تو اب میں دنیا میں تنہا نہیں ہوؤں گا۔

مریم: ہمدردی کا بدلہ ہمدردی سے ہی ادا کرنا چاہیے۔ تم نے وقت پڑنے پر میری مدد کی تھی۔ اس لیے تمھاری مدد بھی مجھ پر فرض ہے۔ میں بھلائی کا بدلہ بھلائی سے ادا کروں گی۔

بونا: (ناچتا اور گاتا ہوا) اور ہم ہمیشہ ہمیشہ اکٹھے، خوش و خرم رہیں گے۔" [31]

بچوں کے ادیب پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی۔ اُسے بیک وقت بچوں کی نفسیات اور معاشرتی تقاضوں کو نبھانا ہوتا ہے۔ تربیت، تعلیم، دل چسپی، اور عصر حاضر کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو ادب تخلیق کیا جائے گا بچوں کے لیے وہی مفید اور دل چسپ ہو گا۔ بچوں کے ادب کی زبان سادہ اور آسان ہونے کے ساتھ ساتھ اُن کی نفسیات، جذبات اور مشاہدات کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ گردوپیش کے ماحول، جانوروں پرندوں سے متعلق اُن کے روابط و احساسات کو بھی پیش نظر رکھنا ہوتا ہے۔[32] کمال احمد رضوی کے بچوں کے لیے لکھے گئے یہ بارہ ڈرامے زبان کی سلاست اور پلاٹ کی عمدگی کی بنا پر اپنے دور میں بہت مقبول ہوئے۔ اگرچہ یہ تمام ڈرامے انگریزی ادب سے مستعار ہیں مگر ترجمے میں مہارت، زبان پر دسترس اور مزاج میں رچی بسی تمثیل نگاری نے تراجم کو طبع زاد بنا دیا ہے۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد جب بچوں کے ادب کا میدان خالی تھا، جس ادیب نے جو لکھا وہ کسی اثاثے سے کم نہ تھا۔ ایسے دور میں کمال احمد رضوی جیسے ادیب کا بچوں کے لیے لکھنا ادب اطفال میں ایک گراں قدر اضافہ تھا۔

"ہندوستان اور پاکستان دونوں ملکوں میں تفریح اس قدر ہے کہ ڈراما دیکھ لیا اور مطمئن ہو گئے کہ ہم تفریح کر آئے ہیں جہاں بڑوں کا یہ عالم ہو وہاں بچوں کے متعلق تو کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔" [33]

ISSN Online : 2709-4
ISSN Print : 2709-4
Vol5 No.4 2021

بچے صرف جنوں پریوں اور بادشاہوں، شہزادیوں کی کہانیاں ہی پسند نہیں کرتے بلکہ ملکوں کے حالات دل چسپ انداز میں بیان ہوں تو انہیں بھی بڑے شوق سے سنتے اور پڑھتے ہیں۔ کمال احمد رضوی نے دُنیا کے حالات اور معلومات پر مشتمل بچوں کی مختصر معلوماتی کتابیں بھی ترتیب دیں جنھیں کتاب منزل لاہور اور شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور نے شائع کیا۔ ان کتابوں میں "دُنیا کی سیر"، "جہاں آرا بیگم" نمایاں ہیں۔

"دُنیا کی سیر" میں براعظم افریقہ اور براعظم یورپ کی معاشرت، بودوباش، عقائد، موسموں، پیشوں اور دیگر معلومات کو دل چسپ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ بچوں کی معلومات کے لیے دنیا کے سات حیران کن مقامات اہرام مصر، روڈس کا مجسمہ، بابل کے معلق باغات، مسولس کا مقبرہ، دیوتا زئیس کا مجسمہ، آرٹیمس کا مندر، سکندر اعظم کا روشنی کا مینار، کی تاریخ اور تفصیل دل چسپ انداز میں لکھی ہے۔ مذکورہ بالا حیران کن مقامات کی تاریخ اور تفصیل بچوں کی ذہنی صلاحیت اور فہم و شعور کے مطابق سادہ اور آسان زبان میں لکھی ہے۔

مغل شہزادی جہاں آرا کے حالات زندگی اور ذہانت پر مشتمل مختصر کتاب "جہاں آرا بیگم" بھی شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے شائع کی۔ کمال احمد رضوی نے بچوں اور بچیوں میں والدین کی اطاعت و خدمت کا جذبہ و شوق بڑھانے اور لڑکیوں میں جرات اور بلند ہمتی پیدا کرنے کے لیے "جہاں آرا بیگم" کے حالات زندگی اور کارناموں کو دل چسپ اور سادہ زبان میں لکھا ہے رواں زبان سادہ نثر، اور معمولی بول چال میں مغل شہزادی "جہاں آرا عرف بادشاہ بیگم" کی دانائی ہوشیاری علم و فضیلت عربی اور فارسی زبان پر قدرت مصوری میں مہارت اور بڑے بھائی اورنگزیب عالمگیر سے محبت کو مختلف دل چسپ واقعات کے ذریعے بیان کیا ہے۔

اُردو ادب کی نامور ہستی مرزا اسد اللہ خان غالب کے سوانح حیات اور منتخب اشعار کا کتابچہ "مرزا غالب" بھی شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز نے شائع کیا۔ غالب کے سوانح حیات میں ان کی بذلہ سنجی، حاضر جوابی اور مالی مشکلات پر مشتمل واقعات خصوصیت سے بیان کیے ہیں زبان سادہ انداز دل چسپ اور معلومات مستند ہیں۔ دبستان لکھنو کے معروف اور قادرالکلام شاعر پنڈت دیاشنکر نسیم کی مثنوی "گلزار نسیم" کو گلزار نسیم حصہ اول، گلزار نسیم حصہ دوم، گلزار نسیم حصہ سوم، گلزار نسیم حصہ چہارم، گلزار نسیم حصہ پنجم، گلزار نسیم حصہ ششم، کے عنوان سے بڑی عمر کے بچوں کے لیے شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز نے چھ مختلف جلدوں میں شائع کیا۔

بچوں کا ایسا ادب جس کا مقصد صرف اخلاقیات کی تربیت یا تفریح ہو ناکافی ہے۔ بچوں کا ادب ہمہ جہت فائدہ بخش ہونا چاہیے۔ تفریح، تعلیم، دل چسپی، موجودہ اور آنے والوں زمانوں کے لیے ذہنی و کرداری تربیت بھی ضروری ہے۔ لہذا کمال احمد رضوی کے بچوں کے ادب میں ہمیں ایسی کتابیں بھی ملتی ہیں جن میں اس تربیت کا بھی خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ قلمی دوستی اور غیر ملکوں کے قلمی دوستوں کے نام فرضی خطوط پر مشتمل کتابچہ "دوست بنو اور دوستی پھیلاؤ" بھی کمال احمد رضوی کا ادب اطفال کے حوالے سے خصوصی کام ہے۔ اس ننھی کتاب میں غیر ملکوں کے دوستوں کو اپنے ملک کے حالات اور یہاں کی روایات بہ صورت خط بیان کی گئی ہیں۔ اور جوابی خطوں میں چین، جاپان، افغانستان، سعودی عرب اور لبنان میں مقیم فرضی دوستوں نے اپنے اپنے ملک کی ثقافت، موسم، پیشے اور مستقبل کے عزائم لکھے ہیں۔ 1974 میں شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز سے شائع ہونے والی اس کتاب میں بچوں میں "مکتوب نگاری" کی مہارت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اجنبی دیسوں کی معلومات محل وقوع اور جغرافیائی حالات سے واقفیت دلائی گئی ہے۔ روزمرہ کی زبان اور عام فہم انداز میں یہ خطوط بچوں کی مختلف النوع تربیت میں بڑے مفید ہیں۔

اگرچہ کمال احمد رضوی کی شناخت و پہچان تھیٹر، ٹی وی ڈراما ہے مگر اس دور کی روایت، ذاتی رجحان و میلان یا کسب معاش کے تحت کمال احمد رضوی نے بچوں کے لیے بھی کہانیاں ناول، ڈرامے، اسلامی و معلوماتی کتابیں بھی لکھیں۔ بچوں کے ادیب کی حیثیت سے ان کی زیادہ تر کہانیاں اور ڈرامے غیر ملکی ادب سے اخذ شدہ یا ترجمہ ہیں۔ انہوں نے اپنی فنی مہارت سے کہانیوں کو ڈرامے کے قالب میں بھی ڈھالا اور بچوں کے غیر ملکی ڈراموں کو کہانی کی صورت بھی دی۔ مگر کہانی کے بنیادی وصف دل چسپی کو کسی بھی صورت میں زائل نہیں ہونے دیا۔ بچوں کی مختصر کہانیاں ہوں یا انوار سہیلی کی کہانیاں، ملک ملک کی کہانیاں ہوں یا ناول، دل چسپی بڑی خوبی کی صورت ان میں موجود ہے یہ کہانیاں محض جنوں پریوں کے واقعات شہزادوں شہزادیوں کی قید و مشکلات کے قصے نہیں بلکہ یہ کہانیاں والدین کی اطاعت ہمدردی و احسان مندی، ہمت و حوصلہ، تدبیر و حکمت عملی، دانش و دانائی، رعایا پروری، اچھی صحبت کے ثمرات، بروں کی دوستی کے انجام، لالچ کا برا انجام، دوستوں اور محسنوں سے حسن سلوک، نافرمانی کے برے انجام اور ایمانداری کے ثمرات پر مشتمل نصیحت آموز اور عبرت ناک قصے ہیں جو بچوں میں لاشعوری طور پر تعمیر سیرت اور تعمیر معاشرہ لیاقت پیدا کر کے اچھا اور مفید انسان بننے میں معاون ہوتے ہیں۔ کمال احمد رضوی نے پہیلیوں اور حیرت خیز واقعات کے ذریعے ننھے قاری کو غور و خوض کا پیغام دیا ہے۔ جنگلی جانوروں اور پرندوں کی کہانیاں قدیم داستانی ادب فیبل کا رنگ و اثر لیے ہوئے ہیں۔ دیو ہیکل عقاب کا بزرگ کی دعا کے اثر سے غریب مزدور کے تابع ہو کر اسے اجنبی ملکوں تک پہنچانا، بلی کا شہزادے سے باتیں کرنا، سانپ کا شیر خوار شہزادی کی بگھی کو کھینچنا، جیسے واقعات پرانی داستانوں اور قصوں سے مشابہ ہیں مگر اپنے اندر ایک سبق اور نصیحت رکھتے ہیں۔

کمال احمد رضوی نے ننھے بچوں کی کہانیوں میں فنی پختگی کو بھی بھرپور نبھایا ہے قصہ کہانی یا واقعہ کسی بے مقصد منظر کشی، لفظی بازیگری یا واقعات کے جنگل میں کھو جانے کے بجائے سیدھے اور دل چسپ انداز میں آگے بڑھتا ہوا اختتام پذیر ہوتا ہے۔ وہ سلیقہ اور ہنر مندی جسے فطری بے ساختگی سے تعبیر کیا جاتا ہے کمال احمد رضوی کی ان کہانیوں میں فراواں ہے۔ پلاٹ کی ترتیب و تنظیم میں ڈرامائی رنگ و اثر ہے کہانی سیدھے سبھاؤ بڑھتی اور چلتی ہے مگر اچانک ڈرامائی موڑ آتا ہے اور کہانی کا اختتام اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے جو قاری اپنے ذہن میں فرض کر چکا ہوتا ہے ۔

زبان کے اعتبار سے بھی کمال احمد رضوی کی بچوں کے لیے لکھی گئی کہانیاں، ناول اور ڈرامے ادب اطفال کے تقاضوں سے مکمل ہم آہنگ ہیں۔ بچوں کے ادب کا بنیادی مقصد تفریح ہے جبکہ تربیت کا درجہ ثانوی ہے تفریح کے لیے کہانی کا دل چسپ ہونے کے ساتھ ساتھ سادہ زبان، رواں نثر، عام فہم اسلوب اور معمول کی بول چال کے قریب تر ہونا بھی ضروری ہے۔ کمال احمد رضوی نے نونہالوں کی زبان دانی کی تربیت کے لیے سادہ اور رواں نثر میں بندش الفاظ اور ترکیب سازی و جملہ بندی میں وہ ہنر دکھایا ہے کہ عام اور معمول کی بول چال کے الفاظ بھی اپنی عمدہ نشست و برخاست کے سبب خاص بن گئے ہیں۔ کمال احمد رضوی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہیں جملہ لکھنا آتا ہے ان کہانیوں میں ان کا جملہ لکھنے کا فن اپنے معتبر ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔

سادہ عبارت اور مختصر جملوں کا استعمال، طویل مرکبات سے گریز، بعید از فہم محاورات و تشبیہات سے احتراز، الفاظ کے مجازی استعمال سے پرہیز ان کہانیوں نثر کی بڑی خوبیاں ہیں اگرچہ ایک ڈرامانویس کی حیثیت سے بچوں کے لیے کہانی لکھتے ہوئے طنزیہ جملوں، مشکل تراکیب اور استعارات سے دامن بچانا بڑا مشکل تھا۔ مگر کمال احمد رضوی نے اِن تمام خوبیوں کو بچوں کی کہانیوں میں عیب نہیں بننے دیا۔ انہوں نے ننھے بچوں کے لیے لکھے گئے ڈراموں میں بھی زندگی کی ترجمانی کی ہے اور مکالموں میں زندگی کے اسرار و رموز کو روزمرہ کی گفتگو کی صورت میں پیش کیا ہے۔ مناظر اور واقعات کو اسٹیج کے تقاضوں کے عین مطابق رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ کمال احمد رضوی کے بچوں کے لیے لکھے گئے ڈرامے ریڈیو پر صداکاری کی صورت میں پیش بھی کیے جاتے رہے ہیں۔

مجموعی طور پر کمال احمد رضوی نے بچوں کے ادیب کی حیثیت سے بھی اپنی کہانیوں اور ڈراموں میں زندگی کی انہی سچائیوں اور تلخیوں کو موضوع بنایا ہے جو انہوں نے اپنے ٹی۔ وی ڈراموں میں پیش کی ہیں۔ مگر ٹی۔ وی ڈراموں میں دکھائی جانے والی برائیوں دھوکا، جھوٹ بد عنوانی وغیرہ کو بچوں کے لیے پریوں جادوگروں، شہزادوں، شہزادیوں اور بادشاہوں کے قصوں اور حیوانوں کی کہانیوں کی صورت میں پیش کیا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ ایس۔اے۔رحمن، "بیسویں صدی میں بچوں کا ادب"، بیسویں صدی میں اُردو ادب ، مرتبہ گوپی چند نارنگ، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز 2002)، ص 422

2۔ ڈاکٹر محمد سلیم ملک، سید امتیاز علی تاج زندگی اور فن (لاہور: مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، 2003)، ص 343۔345

3۔ کمال احمد رضوی نے "انوار سہیلی کہانیاں سلسلہ نمبر 1 ہمت میں برکت، سلسلہ نمبر 2 لالچ بری بلا، سلسلہ نمبر 3 جیسی کرنی ویسی بھرنی، سلسلہ نمبر 4 دوستی کا پھل، سلسلہ نمبر 5 دشمنی کا نتیجہ، سلسلہ نمبر 6 دوست کی پہچان، سلسلہ نمبر 7 صحبت کا اثر، سلسلہ نمبر 8 تقدیر اور تدبیر، لکھیں جنھیں کتاب منزل لاہور، نے شائع کیا۔ ان مجموعوں پر سال اشاعت درج نہیں مگر مختلف شواہد سے ظاہر ہے کہ یہ مجموعے 1953 میں شائع ہوئے تھے۔

4۔ ثاقبہ رحیم الدین، "بچوں کا ادب اور اہل قلم.........ایک تجزیاتی مطالعہ"، الاقربا (اسلام آباد: سہ ماہی، جلد نمبر 11 شمارہ نمبر 4، الاقربا فاؤنڈیشن، اکتوبر تا دسمبر 2008)، ص 44

5۔ صوفی تبسم، "تعمیر ملک وملت میں بچوں کے ادیب کا حصہ"، بچے اور ادب ، مرتبہ شیما مجید (لاہور: گلوب پبلشرز 1985)، ص 26

6۔ سید ابوالفیض آبادی، "بچوں کا ادب اور اس کی اہمیت"، روح ادب (کلکتہ: مغربی بنگال اردو اکیڈمی، سہ ماہی، شمارہ نمبر 30 جلد 7، جولائی تا ستمبر 1991)، ص 67

7۔ کمال احمد رضوی، "لالچی شکاری"، لالچ بری بلا (لاہور: کتاب منزل، س۔ن)، ص 11۔12

8۔ وارث ہندی، "لسانی مقالات"، زبان و بیان (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان 1989)، ص 15

9۔ ڈاکٹر محمود الرحمٰن، اُردو میں بچوں کا ادب (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 1992)، ص 11

10۔ کمال احمد رضوی نے "ملک ملک کی لوک کہانیاں" کے تحت 12 ملکوں کی کہانیاں لکھیں جن میں جرمن کہانیاں، چیکو سلواکیا کی کہانیاں، ناروے کی کہانیاں، فرانسیسی کہانیاں، آئرستان کی کہانیاں، عربی کہانیاں، یونان کی کہانیا،ں انگلستان کی کہانیاں، امریکی کہانیاں، ترکی کہانیاں، ہندوستان کی کہانیاں، روسی کہانیاں شامل ہیں۔ کہانیوں کی کے یہ مجموعے پہلی مرتبہ 1958 میں کتاب منزل لاہور نے شائع کیے۔ بعد میں بھی کئی اشاعتیں ہوئیں۔

11۔ ڈاکٹر محمد سلیم ملک، سید امتیاز علی تاج فن اور زندگی ، صفحہ 347

12۔ کمال احمد رضوی، جرمن کی کہانیاں(لاہور: کتاب منزل کشمیری بازار 1958)، ص 5

13۔ ڈاکٹر قرۃ العین طاہر، "بچوں کا ادب: تاریخ اور عصری تقاضے"، دریافت (شمارہ 10)، (اسلام آباد: نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، سال 2018)، ص 280۔281

14۔ میرزا ادیب، بچوں کا ادب ایک جائزہ، (لاہور: مقبول اکیڈمی 2006)، ص 25

15۔ "پرندوں کا بادشاہ، قوس قزح شہزادہ، نیلا بندر، ننھے تحفے، اڑنے والا جہاز، بادشاہ کا علاج، زمرد محل، بھرے جنگل میں" کمال احمد رضوی کی یہ کہانیاں شیخ غلام علی اینڈ سنز- پبلشرز لاہور نے شائع کیں۔ ان کہانیوں پر سال اشاعت درج نہیں مگر مختلف شواہد سے عیاں ہے کہ یہ کہانیاں 1974 میں شائع ہوئی تھیں

16۔ مناظر عاشق ہرگانوی، اُردو میں بچوں کے ادب کی اینتھولوجی (دہلی: ساہتیہ اکیڈمی، 2002)، ص 13

17۔ کمال احمد رضوی، قوس قزح شہزادہ (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، سال 1974) ، ص 19

18۔ کمال احمد رضوی نے بچوں کے لیے دل چسپ اور پر اسرار کہانیاں لکھنے کے ساتھ ساتھ اسلامی اور معلوماتی کتابیں بھی لکھیں۔ کتاب منزل لاہور سے شائع ہونے والی اسلامی اور معلوماتی کتب " اسلام کا آغاز، حضرت امام حسین، توحید کا ڈنکا، دُنیا کی سیر، جہاں آرا بیگم، مرزا غالب، سرور عالم صلعم ﷺ، قرآنی اخلاق، مہر نبوت، دوست بنو دوست بناؤ، مدینہ شریف، مکہ شریف، دُنیا کے سات عجوبے، گلزار نسیم حصہ اول، گلزار نسیم حصہ دوم، گلزار نسیم حصہ سوم، گلزار نسیم حصہ چہارم، گلزار نسیم حصہ پنجم، گلزار نسیم حصہ ششم " بعد ازاں شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے بھی شائع کیں۔ مگر دونوں اداروں کی شائع شدہ کتب پر سال اشاعت درج نہیں۔

19۔ مناظر عاشق ہر گانوی،اُردو میں بچوں کے ادب کی اینتھولوجی،()ص13

20۔ ڈاکٹر اسد اریب،"پاکستان میں بچوں کا ادب ایک جائزہ" سیپ(شمارہ 53)،(کراچی: ماہنامہ، سیپ پبلی کیشنز سال)،ص169

21. Carlo lorenizni, The Adventure of Pinocchio, (Itlay: Franklin Watts, 1883) P3

22۔ کمال احمد رضوی، پنکچو (لاہور: پھلواری بک ڈپو1956)،ص21،22

23۔ کمال احمد رضوی، ایک مکان دو دیواریں(لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز1958)،ص46،45

24۔ کمال احمد رضوی،زمرد محل (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز،1974)،ص71۔72

25۔ ڈاکٹر محمد اسد اریب،بچوں کا ادب (تجزیے اور تجاویز)،ص146

26۔ مرزا ادیب،"پرساپرسو-پرس رام" ناخن کا قرض(لاہور: امتزاج پبلی کیشنز، فروری 1981)،ص234

27۔ محمد طاہر، ٹیلی ویژن کے اُردو ڈرامے تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (مقالہ برائے پی۔ایچ۔ڈی۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور،2009)،ص364

28۔ کتاب منزل لاہور سے کمال احمد رضوی کے بچوں کے لیے شائع ہونے والے دل چسپ ڈرامے "سمندر کا نمک، خوب صورت شہزادی، مخنچو، اُڑنے والا پتھر، سنڈریلا، جادو کی بوتل، عقل مندوں کا شہر، چالاک بلی، دماغ کی تلاش،، منو اور چنو، جادو کا مرتبان، خالہ جان" ہیں۔ ان ڈراموں پر بھی سال اشاعت درج نہیں مگر مختلف شواہد سے معلوم ہوا ہے کہ یہ مختصر ڈرامے 1974 میں شائع ہوئے تھے۔

29۔ عشرت رحمانی، اُردو ڈراما کا ارتقا (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار اول،1968)،ص702

30۔ کمال احمد رضوی،چنو اور منو (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، س۔ن)،ص17

31۔ کمال احمد رضوی،مخنچو (لاہور: کتاب منزل، س۔ن)،ص29۔30

32۔ میرزا ادیب، بچوں کا ادب ایک جائزہ،ص61،62

33۔ وقار بن الہی،"بچوں کا تھیٹر"،قند (ڈراما نمبر)،(مردان: پریمئیر شوگر ملز اینڈ ڈسٹلری کمپنی لمیٹڈ،1961)،ص138